السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو فریقوں کے مابین لڑکی کے اغوا پر اختلاف ہوا جس فریق کے لڑکے نے لڑکی اغوا کی تھی انہوں نے لڑکی والوں کے خلاف لڑکے کے روپوش کرنے کا دعویٰ کر دیا بعد ازاں لڑکے والوں کو ایک عدد نعش اس لڑکے سے ملتی جلتی ملی جو انہوں نے اپنی سمجھ کر دفن کر دی اور لڑکی والوں پر قتل کا دعویٰ کر دیا۔ تفتیشی افسر نے تحقیق کے سلسلہ میں لڑکے والوں کو کہا اگر تمہارا لڑکا واقعی قتل ہوا ہے تو حلف کے بجائے اپنی عورتوں کو طلاق دے کر یقین دلاؤ تو انہوں نے یقین دلاتے ہوئے اپنی عورتوں کو تین طلاقیں دے دیں بعد ازاں تفتیشی افسر نے ان کا لڑکا زندہ برآمد کر کے مدعی پارٹی کے سامنے پش کر دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا یہ (طلاقیں شرعاً نافذ ہو چکی ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا (سائل: حافظ محمد حفیف جامع مسجد اہل حدیث شہباز خیل، میانوالی

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال صورت مسؤلہ میں بدو وجہ طلاق واقع ہو چکی ہے: اول اس لئے کہ طلاق دینے والوں نے اپنے لڑکے کی روپوشی اور بعد ازاں اس لڑکے سے ملتی جلتی نعش ان کے ہاتھ آ گئی تو ان کو ظن غالب بلکہ کافی حد تک یہ یقین ہو گیا کہ لڑکی والوں نے روپوشی کے دعویٰ کو زد سے بچنے کے لئے اور بے گناہی ثابت کرنے کے لئے ہمارے لڑکے کو قتل کے نعش پھینک دی ہے اور لڑکی والوں پر قتل کا دعویٰ دائر کر دیا، اس لئے انہوں نے کم از کم ظن غالب کی بنا پر ارادتاً طلاقیں دے ڈالیں تاکہ قتل کا دعویٰ مضبوط ہو جائے۔ اور بعض شرعی امور میں ظن غالب معتبر اور حجت ہوتا ہے جیسے نماز کی ادائیگی کے لئے قبلہ کی صحیح جہت کا پتہ نہ چلے تو آدمی اپنے ظن غالب کی بنیاد کسی بھی جہت میں نماز پڑھ سکتا ہے اور یہ نماز بعد از علم جہت دہرانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسی نماز میں سجدہ سہو کی بنیاد بھی یہی ظن غالب ہی ہوتا ہے۔ ایسے اور بھی کئی مواقع ہیں، پس اسی طرح طلاق بھی ظن غالب کے تناظر میں واقع ہو جاتی ہے۔

ثانی اس لئے کہ طلاق کی دو قسمیں ہیں: اول تنجیز، ثانی تعلیق، تنجیز نہ معلق ہوتی ہے اور نہ مستقبل کیطرف مضاف ہوتی ہے بلکہ طلاق دینے والے کا مقصد وقوع الطلاق فی الحال ہوتا ہے۔ جیسے شوہر اپنی بیوی کو کہے انت طالق، تو یہ طلاق اسی وقت شرعاً واقع ہو جاتی ہے۔

رہی طلاق تعلیق اور یہ وہ طلاق ہے جس کا وقوع کسی شرط کے ساتھ معلق اور مشروط ہوتا ہے۔ جیسے شوہر اپنی بیوی کو یوں کہے ان ذہبت الی مکان کذا فانت طالق۔ اور معلق طلاق کے وقوع کی تین شرطیں ہیں۔

1: کسی امر معدوم کے ساتھ مشروط ہو۔

2: صدور طلاق کے وقت بیوی طلاق کا محل ہو، یعنی وہ اس کی عصمت میں ہو۔

3: شرط کے وقوع کے وقت بھی طلاق کا محل ہو۔

پھر طلاق معلق کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جس سے وہی کچھ مقصود اور مطلب ہوتا ہے۔ جو مقصد قسم کے ساتھ حاصل ہوتا ہے، یعنی قسم کے ساتھ یا تو کسی کام پر اکسانا اور آمادہ کرنا ہوتا ہے یا کسی فعل سے باز رکھنا ہوتا ہے یا کسی خبر کی تاکید مراد ہوتی ہے۔ ایسی طلاق کو التعلیق القسمی کہا جاتا ہے۔ مثل اَن یقول الزوج زوجتہ اَن خرجت فأنت طالق مگر ارادہ طلاق نہ ہو بلکہ خروج سے منع کرنا مقصد ہو۔ اور دوسری قسم وہ ہے کہ جس میں حصول شرط پر ایقاع طلاق مقصود ہوتا ہے۔ اس قسم کو التعلیق الشرطی کہتے ہیں۔ جیسے کوئی شوہر اپنی بیوی سے یوں کہے کہ اگر تو نے مجھے اپنا بقایا مہر معاف نہ کیا تو تجھ کو طلاق۔

میرے ناقص فہم اور علم کے مطابق صورت مسؤلہ والی طلاق التعلیق القسمی ہے۔ اور طلاق کی یہ دونوں قسمیں جمہور علماء کے نزدیک واقع ہو جاتی ہیں۔

چنانچہ مشہور محقق الشیخ محمد سابق مصری رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں:

وھذا التعلیق بنوعیہ واقع عند جمہور العماء (1) فقہ السنۃ ج 2 ص 222،223

امام ابن حزم ارقام فرماتے ہیں کہ معلق طلاق واقع ہی نہیں ہوتی۔ شیخین کے نزدیک التعلیق القسمی تو واقع نہیں ہوتی بلکہ اس میں کفارہ یمین واجب، البتہ التعلق الشرطی ان کے نزدیک بھی ہو جاتی ہے۔ (2) فقہ السنۃ ج 2 ص 223.

چونکہ تفتیشی افسر نے یہ سمجھا کہ بعض لوگ مطلب برآری کے لئے جھوٹی قسم کھا لیتے ہیں۔ بعد میں توبہ اور کفارہ وغیرہ ادا کر دیتے ہیں۔ لہذا واقعہ کی اصل حقیقت اور مدعی پارٹی کے موقف کی پختگی جانچنے کے لئے قسم بر طلاق کو ترجیح دی کہ عام لوگوں کے لئے جھوٹی قسم کے مقابلہ میں طلاق دینا اور اپنا گھر اجاڑنا مشکل ہوتا ہے۔ لہذا انہوں نے اپنے ظن غالب کی بنیاد پر التعلیق القسمی طلاق دے والی کہ اگر لڑکی والوں نے ہمارا لڑکا قتل نہ کیا ہو تو ہماری بیویوں کو طلاق۔ بعد میں اس افسر نے ان کا زندہ برآمد کر کے ان پش کر دیا اور کہا کیا یہ تمہارا لڑکا نہیں، تو انہوں نے کہا کہ وہاں یہ ہمارا لڑکا ہے۔ لہذا شرط پائی گئی اور جمہور علماء کے نزدیک طلاق واقع ہو چکی۔ مگر امام ابن قیم اور امام ابن حزم

کے نزدیک طلاقیں واقع نہیں ہوئیں ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص830

محدث فتویٰ